© rasailojaraid.com

اسلام کا نظریہ کفو وغیر کفو

تحریر: پروفیسر شمس الدین، صدر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج چیچہ وطنی)

کفاءت (برابری) کیا ہے؟

"کفاءت" کے لغوی معنی برابری کے ہیں، کافاہ اوساواہ (۱)- دربار رسالت ﷺ کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت ؓ کا ایک مصرعہ ہے

وروح القدس لیس له کفاء (۱)   (اور روح القدس کا کوئی برابر نہیں ہے

قرآن مجید میں بھی "کفو" اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، ارشاد باری تعالی ہے"

ولم یکن له کفوااحد"

لیکن فقہاء کے ہاں "کفاءت" ایک خاص اصطلاح ہے جس کا مفہوم ہے:

مساوات الرجل للمراة او کون المرءة ادنی (۲)

(اور اس کا کوئی ہم سر نہیں ہے)

یعنی مرد عورت کے برابر ہو یا اس سے فائق ہو

اور مقصود یہ ہے کہ جس سے رشتہ کیا جارہا ہو، وہ ایسا نہ ہو کہ خود لڑکی یا اس کے اقرباء اور اولیا یہ رشتہ باعث ننگ وعار ہو کہ یہ بات مستقبل میں تعلقات کی ناپائیداری اور ناسازی کا موجب بن سکتی ہے(۳)

قرآن مجید میں اگرچہ صراحتاً کہیں اس مسئلہ کا ذکر نہیں، لیکن:

یایھاالناس انا خلقنکم من ذکروانثی (۳)

(یعنی اے لوگوں ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا)

کے شان نزول کے سلسلے میں مختلف روایات نقل کی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسئلہ کفاءت ہی کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ احادیث میں گو کفاءت "کا ذکر ہے، مگر اس سلسلے میں جو روایات منقول ہیں وہ بھی بالعموم ضعف سے خالی نہیں ہیں۔

۱۔ حضرت علیؓ سے مرفوع روایت مروی ہے کہ غیر شادی شدہ لڑکی کیلئے "کفو" رشتہ مل جائے تو تاخیر نہ کرو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والایم اذا وجبت لها کفوا"
امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس کی سند متصل نہیں ہے،
اما المؤمنین ماری اسناده متصلا(۴)
۲۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اپنے نطفہ کے لئے بہتر رشتہ کا انتخاب کرو۔ اور کفو سے ان کا نکاح کرو،
تخیروالنطفکم وانکحواالکفاء
مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے۔
۳۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:
عورتیں کفو سے ہی بیاہی جائیں۔
لا تنکحوالنساء الا الاکفاء.
یہ روایت دارقطنی کی ہے اور ضعیف ہے(۵)

مصنف عبدالرزاق میں حضرت عمرؓ کے بعض آثار "کفاءت" کے سلسلے میں نقل کئے گئے ہیں، مگر وہ بھی پایہ صحت کو نہیں پہنچتے(۶) غالباً اسی لئے امام شافعی نے ان احادیث کے بجائے کفاءت کے ثبوت کےلئے حضرت بریرہؓ کے "خیار عتق" کے واقعے سے استدلال کیا ہے(۷) اور آزاد ہونے کے بعد ان کو فسخ نکاح کا اختیار دینے کی وجہ اسی عدم برابری کو قرار دیا ہے کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق حضرت بریرہؓ کی آزادی کے وقت ان کے شوہر حضرت مغیث غلام تھے اور غلام آزاد عورت کا کفو نہیں ہوسکتا(۸)۔

تاہم اگر بہت سے ائمہ مجتہدین کے تسلیم کرلینے کی وجہ سے "کفاءت" کی روایت کو تسلیم کرلیا جائے تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ کن امور میں کفاءت کا اعتبار ہوگا؟ مجموعی حیثیت سے فقہاء نے ۹ امور میں کفاءت کا اعتبار کیا ہے۔

(۱) نسب و خاندان، (۲) آزادی، (۳) اسلام یعنی خاندانی مسلمان ہونا، (۴) دیانت و تقویٰ، (۵) مال اور معاشی سطح، (۶) حسب و خاندانی وجاہت، (۶) صنعت و حرفت اور پیشہ، (۸) عیوب سے محفوظ ہونا اور (۹) عقل۔
ان کی مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔دین میں برابری

چنانچہ امام ابوبکر الکاسانی لکھتے ہیں:

اخلاق ودیانت میں کفاءت سے مراد یہ ہے کہ فاسق وفاجر مرد صالح اور نیک عورت کا کفو نہیں ہوسکتا،

حتی لو ان امراۃ من بنات الصالحین اذ روجت نفسھا من فاسق کان للاولیاء حق الاعتراض لان التفاخر بالسرین احق من التفاخر بالنسب(۹)

یعنی یہاں تک کہ اگر صالحین کے خاندان کی کوئی عورت اپنا نکاح کسی فاسق شخص سے کرلے تو اولیاء کو اعتراض کا حق ہوگا۔ اس لئے کہ دین داری نسب اور خاندان سے زیادہ باعث تفاخر ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

اذا اخطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ الا تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض(۱۰)

یعنی تمہارے ہاں جب کوئی ایسا شخص پیغام نکاح دے جس کی دینی اور اخلاقی حالت تمہارے نزدیک پسندیدہ ہے تو قبول کرلو اور نکاح کردو کہ ایسا نہ کروگے تو زمین میں یہ بڑے فتنہ وفساد کا باعث بن جائے گا۔

اس بارے میں صرف امام محمد کا قول نقل کیا گیا ہے جو اختلافی ہے۔ امام محمد کے نزدیک دین امور آخرت میں سے ہے اور نکاح وغیرہ معاملات دنیا میں سے ہے، لہٰذا دین میں کفاءت کا اعتبار نہ ہوگا، لیکن اس دلیل کا سقم محتاج اظہار نہیں۔ اسلام کی نگاہ میں نکاح بھی منجملہ اعمال آخرت کے ہے، یہی وجہ ہے کہ مشرک سے نکاح کو منع کیا گیا ہے اور فقہاء نے بعض حالات میں اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔

تاہم امام محمد کے نزدیک بھی اگر مرد کا فسق اس درجہ بڑھا ہوا ہو کہ لوگ اس سے تمسخر واستہزاء کرتے ہوں تو اس صورت میں نکاح درست نہیں ہوتا۔:

الااذا کان یصفع ویسخر او یخرج الی الاسواق سران ویلعب بہ الصبیان لانہ مستخف بہ(۱۱)

اسی طرح جو شخص اعلانیہ شراب پیتا ہو وہ بھی صالحہ عورت کا کفو نہیں ہوسکتا:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وان کان یعلن ذالک فلا قیل وعلیہ الفتوی(۱۲)

(اور وہ اگر اس کا اعلان کرتے ہوں تو نکاح جائز نہیں، اسی پر فتوی ہے)

لیکن فسق کے باوجود اگر زمام اقتدار کسی شخص کے ہاتھ میں ہو تو وہ صالحہ کا کفو ہوگا، کاسانی کہتے ہیں:

فان کان ممن حجاب منہ امیرافقالا یکون کفو لان ہذا الفسق لا یعدشیئاً فی العادۃ فلایقدح فی الکفاءۃ(۱۳)

یعنی اگر وہ ایسا شخص جس کی ہیبت محسوس کی جاتی ہو، مثلاً امیر ہو تو صاحبین نے کہا کہ وہ صالحہ کا کفو ہوگا، اس لئے کہ یہ فسق عادتاً قابل شمار نہیں ہوتا، لہذا یہ کفاءت میں مانع نہیں ہوگا۔

۲۔ آزادی میں ہم پلہ ہونا

اکثر فقہاء کے نزدیک آزادی اور غلامی ان امور میں سے ہے جن میں کفاءت معتبر ہے، ابن قدامہ کا بیان ہے:

فاما الحریۃ فاالصحیح انہامن شروط الکفاءۃ فلایکون العبد کفواً للحرۃ(۱۴)

یعنی صحیح یہ ہے کہ آزادی بھی من جملہ اسباب کفاءت کے ہے لہذا غلام آزاد کا کفو نہ ہوگا۔

فقہاء نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔ غلام ایسی عورت کا جو خود بھی آزاد ہو ،اس کا باپ بھی ایسا مرد ہو جو خود آزاد ہو، اور اس کا باپ آزاد نہ ہو غلام ہو، نیز ایسی عورت کا جس کے باپ اور دادا دونوں آزاد ہوں، ایسا مرد جو خود اور اس کا باپ آزاد ہو اور دادا غلام، کفو نہیں ہوسکتا(۱۵) البتہ آزادی اور غلامی میں کفاءت کا اعتبار صرف عجمیوں کے درمیان ہے،

البحرالرائق میں ہے:

الحریۃ والاسلام فہما معتبدان فی حق العجم.(۱۶)

اب آزادی اور غلامی کا مسئلہ قصہ ماضی کی حیثیت اختیار کرچکا ہے ،اس لئے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳- معاشی سطح پر برابری

مال میں کفاءت کا اعتبار کیا ہے، عام طور پر فقہاء نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ فاطمہؓ بنت قیس کو حضرت معاویہؓ نے نکاح کا پیغام دیا اور انہوں آپ سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کی مفلوک الحالی کا ذکر کیا اور حضرت اسامہؓ سے نکاح کا مشورہ دیا۔

امامعاویة فصعلوک لا مال له (۱۷)

نیز آپ سے نقل کیا گیا کہ مال ہی حسب ہے الحسب المال (۱۸) اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سماج اور عرف عام میں مال دار کو عزت واحترام کی نظر سے اور مفلس وقلاش کو کم نگاہی کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔

لا ان ذالک معدود نقصافی عرف الناس (۱۸)

(یعنی عرف عوام میں اسے کمزور تصور کیا جاتا ہے)

مال میں کفاءت کے امام ابوحنیفہ قائل ہیں، امام شافعی اور امام مالک، اس کے قائل نہیں۔ امام احمد سے بھی دو روایتیں ہیں (۴) فقہاء احناف میں امام ابو یوسف کا اختلاف نقل کیا گیا ہے، اس لئے کہ مال آنی جانی چیز ہے، جس کو قرار نہیں۔

لانه لاثبات له اذا المال غاد ورائح (۵)

نیز اس لئے کہ فقہ گو عرف میں معیوب سمجھا جاتا ہے، لیکن دین کی نگاہ میں یہ شرف وعزت ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنے لئے اس کی دعا فرمائی۔

اللهم احینی مسکینا وامتنی مسکینا (۱۹)

(اے اللہ مجھے مسکین کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکین کی حالت میں مجھے وفات دے)

پھر جن لوگوں نے مال میں کفاءت کا اعتبار کیا ہے۔ ان کے یہاں بھی اس کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ احناف کے یہاں مشہور اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ دونوں کی معاشی سطح میں یکسانیت ضروری نہ ہوگی، بلکہ اگر مرد مہر مثل ادا کرنے پر قادر ہو اور نفقہ دے سکتا ہو تو متمول سے متمول خاندان کا کفو ہوگا۔

والمقبرفیه القدرة علی مهرمثلها ولا تعتبر الزیادة علی ذالک حتی ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الزوج اذا كان قادر علی مهر مثلها یکون کفالها وان کان لایساوجها فی المال(۲۰)

یعنی اس میں اعتبار مہر مثل میں قدرت کا ہے، اس میں سے زیادہ کا اعتبار نہیں۔ چنانچہ شوہر کسی عورت کا حق ادا کرسکتا ہے لیکن معاشی اعتبار سے اس کا ہم پایہ نہ ہو تو وہ اس کا کفو شمار ہوگا۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ حالات زمانہ کے تحت فقہاء نے بتدریج اس میں مزید نرمی پیدا کی ہے، چنانچہ حصکفی نے اس بات کو کافی قرار دیا ہے کہ مہر کے اتنے حصہ کی ادائیگی پر قادر ہو جو عام طور پر بعجلت ادا کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ ایک ماہ کا نفقہ ادا کرسکتا ہو اور اگر صنعت پیشہ ہو تو روز کا نفقہ ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو(۲۱)

شامی کا بیان ہے کہ زیلعی نے بعض حضرات سے مزید سہولت نقل کی ہے کہ اگر مہر کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تاہم نفقہ ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو یہ بھی کفاءت کیلئے کافی ہوگا۔(۲۲)

جبکہ امام ابوبکر اسکاف کی رائے ہے کہ صرف مہر و نفقہ پر قدرت کافی نہیں ہے، بلکہ یہ بات بھی ضروری ہے کہ مرد کی معاشی سطح عورت کی معاشی سطح سے بہت زیادہ متفاوت نہ ہو، مجتبی" میں اس قول کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف کی گئی ہے:

اذاکان للرجل عشرة آلاف درهم یریدان یتزوج امراة لها مائة الف واخوها لا یرضی بذالک قال لا خیها ان یمنعتها من ذالک(۲۳)

یعنی اگر کوئی مرد جس کو دس ہزار درہم حاصل ہوں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہے جو ایک لاکھ درہم کی مالکہ ہو اور لڑکی کا بھائی اس پر راضی نہ ہو، تو اس کو حق ہے کہ اپنی بہن کو اس نکاح سے روک دے۔

موجودہ زمانے میں شادی بیاہ میں معاشی حیثیت اور سطح نے جو اہمیت حاصل کرلی ہے اور جس طرح اکثر اوقات یہ چیز ازدواجی زندگی میں تلخی اور احساس کمتری و برتری کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ معاشی سطح اور معیار میں اگر غیر معمولی تفاوت ہو تو کفاءت کا اعتبار کیا جانا چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۔ جسمانی صحت میں برابری

فقہاء شوافع کے نزدیک کسی صحت مند عورت کا کفو وہی مرد ہو سکتا ہے جو جسمانی اعتبار سے سنگین قسم کے نقص سے خالی ہو جیسے جنون، جذام، برص، اور بعض فقہاء نے اس کو کفاءت فی المال" سے تعبیر کیا ہے۔

والحال وهوان يكون الزوج سالهما من العيوب الفاحشة(۲۴)

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ اس کے قائل صرف شوافع ہیں، لیکن دوسرے فقہا نے اس کو کفاءت کی اساس نہیں قرار دیا اور اس نکاح کےلیے لزوم کیلیے ضروری نہیں مانا ہے کہ وہ ان عیوب سے خالی ہو لیکن مالکیہ(۲۵) اور حنابلہ(۲۶) نے بھی ان امراض کی بنا پر عورت کو اس بات کا حق دیا ہے کہ وہ اس مرد سے تفریق کا مطالبہ کرے۔ امام ابوحنیفہ کے یہاں تو نامردی اور "جب" کے سوا دوسرے امراض و عیوب کی بنا پر عورت تفریق کا مطالبہ نہیں کر سکتی، لیکن امام محمد کا مسلک وہی ہے جو مالکیہ اور حنابلہ کا ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ اہم اختلاف اس بات میں رہ جاتا ہے کہ شوافع کے یہاں مرد میں ایسے عیوب پائے جانے کی صورت میں عورت کے سوا خود اس کے اولیاء بھی تفریق کا مطالبہ کر سکتے ہیں، کیوں کہ ان کے نزدیک یہ مسئلہ کفاءت سے متعلق ہے اور کفاءت صرف عورت ہی کا نہیں بلکہ اولیاء کا بھی حق ہے، جبکہ دوسرے فقہاء کے نزدیک تفریق کا مطالبہ صرف عورت ہی کر سکتی ہے، اولیاء نہیں کر سکتے۔

ولكنهاتثبت الخيار للمراة دون الاولياء(۲۷)

۵۔ عقل و شعور میں ہم پلہ ہونا

کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک "عقل" میں بھی کفاءت کا اعتبار ہے۔ یعنی ایک سفیہ، معتوہ یا پاگل ایسی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا جو "عاقل" یعنی عقل کے اعتبار سے متوازن ہو۔ ہر چند کہ اس کی صراحت نہیں ملتی کہ کون لوگ ہیں جو عقل میں کفاءت کے قائل ہیں، لیکن فقہی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود فقہاء احناف میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شامی نے قاضی خاں سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ میں متقدمین سے تو کچھ منقول نہیں، لیکن متاخرین کے درمیان اس کے معتبر ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے(۲۸)

ابن نجیم مصری کہتے ہیں کہ اس میں کفاءت کا اعتبار نہیں، لہذا پاگل آدمی ایک صحیح العقل عورت کا کفو نہیں ہوسکتا تاہم مشائخ کے درمیان اس میں اختلاف ہے۔

۶-خاندان میں برابری

عام فقہاء کے یہاں نو مسلم عام مسلمانوں کے کفو نہیں، عرب ہوں یا عجم، ابن قدامہ کا بیان ہے:

من اسلم او عتق من العبید فهو کفوة لمن لمه ابوان فی الاسلام والحریة وقال ابوحنیفةلیس بکفاءة من لیس صحیح فان الصحابة اکثرهم اسلموا وکانوا افضل الامةفلا یجوز ان یقال انهم غیرالکفاللتا بعین(۲۹)

نو مسلم اور آزاد ایسے شخص کا کفو ہے جو دو پشتوں سے مسلمان اور آزاد ہو۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اس کا کفو نہیں ہے اور یہ صحیح نہیں، اس لئے کہ اکثر صحابہ نو مسلم تھے جو اس امت کے سب سے افضل لوگ تھے۔

عربوں کے بارے میں احناف بھی متفق ہیں کہ ان کے درمیان نو مسلم اور قدیم الاسلام افراد برابر ہیں اور ایک دوسرے کے کفو ہیں، لیکن عجمیوں کے بارے میں تفصیل ہے کہ جس شخص نے خود اسلام قبول کیا ہو اور اس کے والدین کافر ہوں، اور جس کے والدین کافر ہوں اور خود مسلمان ہو وہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ایسے شخص کا کفو نہیں جس کے خاندان میں دو پشتوں سے اسلام ہو، البتہ ایسا شخص جس کے یہاں دو پشت سے اسلام ہو یعنی باپ اور دادا دونوں مسلمان ہوں وہ تمام مسلمانوں کا کفو ہے چاہے وہ پشتہا پشت سے مسلمان ہو۔(۳۰)

حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ کیلئے کتاب وسنت میں کوئی مضبوط یا کمزور دلیل نہیں صراحت تو کجا اشارۃً بھی کوئی نص اس پر دلالت نہیں کرتی۔ اس میں فقہاء نے سماج اور سوسائٹی کے مزاج ومذاق کو زیادہ پیش نظر رکھا ہے اس لئے الکاسانی لکھتے ہیں کہ ایسی آبادی جہاں قریبی زمانہ میں ہی اسلام ہو اور نو مسلم ہونا عیب نہ سمجھا جاتا ہو وہاں کیلئے یہ حکم نہ ہوگا۔

فامااذا کان فی موضع کان عهدالا سلام قریباً بحیث لا یعیب بذالک ولا یعد عیباً یکون یعفهم کفاءلبعضهم لان التعیین اذا لم یجبربذالک ولم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعد عیباً لم یلحق الستین والنقیصه والا یتحقق الضرر (۳۱)

اگر ایسی جگہ ہو جہاں قریبی زمانہ میں اسلام آبا اور وہاں نو مسلم ہونا باعث عار اور عیب نہ سمجھا جاتا ہو تو وہاں لوگ باہم ایک دوسرے کے کفو ہونگے کیونکہ یہاں یہ عیب نہیں شمار کیا جاتا ہے نہ عیب کا باعث ہوگا اور نہ ضرر متحقق ہوگا۔

۷۔ صنعت و حرفت میں برابری

فقہاء نے کفاءت کی ایک اساس ذریعۂ معاش اور پیشہ کو بھی قرار دیا ہے۔ امام احمد سے اس سلسلہ میں دو اقوال منقول ہیں (۳۲) امام ابو حنیفہ کا قول مشہور ہی ہے کہ صنعت و حرفت اور پیشۂ معاش میں کفاءت کا اعتبار نہ ہوگا،

المروی عن ابی حنیفه ان ذالک غیر معتبر اصلا۔

قاضی ابو یوسف کے نزدیک ایسے پیشے کے لوگ، جن کے پیشوں کو حقیر سمجھا جاتا ہے، دوسرے پیشہ کے لوگوں کے کفو نہیں ہوسکتے فقہاء نے اس کی تفصیل اس طرح نقل کی ہے کہ ایک ہی پیشہ کے لوگ باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں، اسی طرح دو مختلف پیشوں کے لوگ جن میں زیادہ فرق نہ ہو وہ ایک دوسرے کے کفو متصور ہوں گے۔

ان الحرف متی تقارب لا یعتبر التفاوت (۳۳)

چنانچہ جلاہا، حجام (پچھنے لگانے والے) چمڑے کی صفائی کا کام کرنے والے (دباغ) جاروب کش اور پیتل کا کام کرنے والے لوہار کے کفو ہوسکتے ہیں، اسی طرح کپڑا فروش رنگریز کے اور رنگریز دوا فروش کے کفو ہوسکتے ہیں (۱) جہاں پیشوں میں بہت فرق ہو وہاں کم تر پیشہ والے اعلیٰ پیشہ کے لوگوں کے کفو نہ ہوں گے، چنانچہ جلاہے، جاروب کش اور حجام وغیرہ کپڑوں اور ادویہ کے تاجروں کے کفو نہ ہوں گے، احناف کے ہاں اسی پر فتوی ہے۔

قال شمس الائمة الحلوانی وعلیه الفتوی (۳۴)

گورنمنٹ کے اعلیٰ افسران و ملازمین کے کفو، درجہ چہارم کے ملازمین نہیں ہوسکتے۔ چنانچہ فراش، دربان وغیرہ کو تاجر کا کفو نہیں مانا گیا ہے۔ بخلاف دوسرے ملازمین کے، اسی طرح اساتذہ و سکالرز کا شمار اعلیٰ پیشہ میں ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو فرمارواؤں وقت کا کفو مانا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وینبغی ان من له وظیفةتدریس اونظریکون کفوالبنت الامیربمصر (۳۵)

فقہاء متقدمین کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشوں میں وہ دینی وشرعی قباحتوں کو بھی ملحوظ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حصکفی نے ظالم حکمرانوں کے ساتھ لگ کر روزی کا سامان بہم پہنچانے والوں کو سب سے ذلیل اور خسیس اصحاب پیشہ شمار کیا ہے:

واما اتباع الظلمة فاخس من الکل (۳۶)

ابن نجیم نے بھی تعبیر کے کچھ فرق کے ساتھ یہی بات نقل کی ہے، اور کہا ہے کہ ایسے لوگوں کو "شاگری" اور "تابع" سمجھا جاتا ہے۔ یہ گو صاحب وجاہیت اور صاحب مال ہوں پھر بھی ان کو خسیس ہی سمجھا جائے گا۔

اسی طرح یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر کوئی خاندان ایک ذریعۂ معاش رکھتا ہو پھر اسے بدل لیا ہو مثلاً کوئی حائک ہو بعد میں تاجر ہو گیا تو اب وہ تاجروں کا کفو متصور ہو گا:

فلوکان دباغا اولا ثم صار تاجراً ثم تزوج بنت تاجراً اصل ینبغی ان یکون کفو (۳۷)

ابن نجیم نے لکھا ہے کہ اگرچہ کسی انسان کیلئے کسی پیشہ کا چھوڑنا ممکن ہے، لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ پیشہ کی وجہ سے جو "عار" لگی رہتی ہے وہ اس سے نجات نہیں پاسکتا، ایسی صورت میں اسے دوسرے اعلیٰ لوگوں کا کفو نہیں ہونا چاہیے۔

شامی نے اس لئے لکھا ہے کہ اگر اس کو سابقہ پیشہ چھوڑے ہوئے اتنا عرصہ گزر جائے کہ وہ نسیا منسیاً ہو جائے اور لوگوں کے ذہن میں اس کی تحقیر باقی نہ رہے تو اب اس کے ساتھ پیشہ کی دناءت کا لحاظ نہیں کیا جانا چاہیے:

وان تناسی امرھاتتقادم زمانھا کان کفوا لکان حسنةً (۳۸)

اب ہم ان دلائل کی طرف آتے ہیں جو ذریعہ معاش اور صنعت وحرفت میں کفاءت کا اعتبار نہ کرنے والوں اور کرنے والوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔

جو لوگ اس میں کفاءت کے قائل ہیں ان کے پاس ایک دلیل وہ حدیث ہے کہ:

الموالی بعضھم اکفاء لبعض قبیلة بقبیلة رجل برجل الا حائکف اوالحجام (۳۹)

عجم سب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ ایک خاندان دوسرے خاندان کا اور ایک شخص دوسرے شخص کا سوائے بنکر اور پچھنا لگانے والے کے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیہقی شوکانی وغیرہ نے اس حدیث پر گفتگو کی ہے اور اس کی ہر سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا یہ بے اصل جھوٹ ہے۔ امام ابوحنیفہ کا اس حدیث کے بارے میں بیان ہے کہ یہ شاذ ہے۔ امام احمد کو بھی اس حدیث کا ضعف تسلیم ہے، مگر وہ حرفت میں کفاءت کو ثابت کرنے کیلئے عرف کا سہارا لیتے ہیں۔(۴۰)

ان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ عرف میں صنعت وحرفت میں بعض کم تر اور بعض کو برتر سمجھا جاتا ہے پس پیشہ کی دناءت بھی نسب کی دناءت سمجھی جائے گی:

لان ذالک نقص من عرف الناس فاشبه نقص النسب. (۴۱)

امام ابوحنیفہ کی طرف سے جو دلیل اہل علم نے نقل کی ہے اس میں اس دلیل کا جواب بھی موجود ہے۔ کاسانی نے امام ابوحنیفہ کی دلیل اس طرح نقل کی ہے:

لان لیت بامر لازم واجب الوجود الاتری انه یقدر علی ترکها (۴۲)

یعنی یہ کوئی لازمی اور انسانی وجود کے ساتھ ہمیشہ لگی رہنے والی بات نہیں، بلکہ وہ اس کے ترک کردینے پر قادر ہے۔

اس بارے میں امام ابوحنیفہ کی رائے کو زیادہ قوی قرار دیا گیا ہے۔

بہرحال اب چونکہ موجودہ زمانہ کے عرف میں کافی تغیر آچکا ہے اور وہ پیشے جن کو حقیر وادنی قرار دیا گیا وہ اب باقاعدہ صنعت کی صورت اختیار کرچکے ہیں۔ اب ان پیشوں سے منسلک لوگوں کو حقیر نہیں سمجھا جاتا، بلکہ سماج میں ان کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مثلاً کپڑے کا کارخانہ لگانے والا یا جوتا سازی کے کارخانے لگانے والے کو حقیر نہیں سمجھا جاتا اس لئے اس دیوار کو اب ختم ہوجانا چاہئے، فقہاء نے تو ٹیلر ماسٹر کو جو خیاطی کی تعلیم دیتا ہوتا جر کا کفو قرار دیا ہے، شامی لکھتے ہیں:

والظاہران نحوا الخیاط اذاکان استاذاً فیقبل الاعمال وله اجرا یعملون له یکون کفواً لبنت البزاز والتاجر فی زماننا... اما لوکان استاذله اجر فلیس فی زماننا نقص من البزاز والعطار (۴۳)

ظاہر ہے کہ ایسے خیاط جو استاذ ہوں کاموں کو قبول کرتے ہوں اور ان کے مزدور ہوں جو ان کے لئے کام کرتے ہوں وہ ہمارے زمانہ میں بزاز اور تاجر کا کفو ہوگا، کیونکہ ایسا شخص ہمارے زمانے میں عطار اور کپڑا فروش سے کم تر نہیں سمجھا جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نسب میں برابری

امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور ایک قول کے مطابق امام احمد بن حنبل کے نزدیک نسب میں بھی کفاءت معتبر ہے، یعنی قریشی غیر قریشی کا اور عربی عجمی کا کفو نہیں ہوسکتا۔ امام مالک احناف میں ابوالحسن کرخی، ابوبکر حصاص رازی، نیز سفیان ثوری، علامہ ابن حزم اور عام فقہاء نسب میں کفاءت کے قائل نہیں ہیں۔ جو لوگ نسب میں کفاءت کے قائل ہیں انہوں نے نسب کے اعتبار سے پوری دنیا کو تین درجات میں تقسیم کیا ہے۔

اول قریش یعنی وہ تمام عرب جن کا سلسلہ نسب نضر بن کنانہ سے ملتا ہے (۱) ان میں بنی ہاشم رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے دوسروں سے فائق ہیں، لیکن نکاح میں وہ سب ایک درجہ کے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کو حضرت عمر کے نکاح میں دیا، حالانکہ وہ عدوی تھے، اس طرح کی اور بھی نظیریں موجود ہیں۔

(۲) دوسرا درجہ قریش کے علاوہ تمام عربوں کا ہے، وہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں، بعض فقہاء جیسے صحاب ہدایہ وغیرہ نے "بنوباہلہ" کے بارے میں کہا ہے کہ وہ عرب قبائل کے کفو نہیں ہے، مگر ابن نجیم اور ابن ھمام وغیرہ محققین کو اس سے اتفاق نہیں ہے

(۴۴) تیسرا طبقہ غیر عرب کا ہے، یعنی عجم جن کو فقہاء "موالی" کا نام دیتے ہیں، یہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں، ان میں مزید کوئی درجہ بندی نہیں ہے۔ امام احمد کا قول اس بارے میں بہت متعارض ہے، ایک روایت یہ ہے کہ خاندان میں کفاءت کا اعتبار نہیں، دوسری یہ ہے کہ قریش میں بھی عام قریش بنوہاشم کے کفو نہیں ہوسکتے، تیسرا قول ہے کہ تمام عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اور تمام عرب ایک دوسرے کے (۴۵)

اصل موضوع بحث دراصل مسئلہ کی یہی شق ہے جو لوگ کفاءت کے قائل ہیں ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) مسئلہ کفاءت میں کن امور کا اعتبار ہوگا؟ ان پر روشنی ڈالتے ہوئے کاسانی نے لکھا ہے:

والاصل فیہ قول النبی صلی اللہعلیہ وسلم قریش بعضھم اکفاء بعض(۴۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی اس سلسلہ میں اصل رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قریش باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اسی روایت کو عام طور پر مشائخ احناف نے نقل کیا ہے۔

(۲) اس سلسلے میں دوسری روایت ابن قدامہ نے نقل کی ہے:

عن ابی اسحاق الهمدانی قال: خرج سلیمان وجریر فی سفرنا قیمت الصلواة فقال جریر لسلیمان: تقدم انت قال سلیمان : بل انت فانکم معشر العرب لا نتقدم علیکم فی صلواتکم ولا ننکح نساءکم ان الله فضلکم علینابالنبی صلی الله علیه وسلم وجعله فیکم(۴۷)

ابواسحاق ہمدانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سلیمان و جریر ایک سفر میں ساتھ تھے۔ نماز ادا کی گئی تو جریر نے سلیمان سے کہا کہ آپ امامت فرمائیں، سلیمان نے کہا نہیں، آپ فرمائیں، اس لئے کہ آپ عرب ہیں، نہ ہم نماز میں آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ آپ کی عورتوں سے نکاح کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالی نے محمد ﷺ کے ذریعہ آپ کو ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے کہ عربوں میں ہی ان کو پیدا کیا۔

(۳) بعض حضرات نے اس سلسلہ میں ایک استدلال یہ بھی کیا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب بعض اہل مکہ مقابلہ کو باہر نکلے اور مسلمانوں کو للکارا تو ادھر سے ایک انصاری تشریف لے گئے۔ اہل مکہ نے کہا کہ ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔ ہمارے مقابلہ کے آدمیوں کو بھیجو۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ وغیرہ کو بھیجا، پس جب میدان جنگ میں بھی کفاءت کا اعتبار کیا گیا تو نکاح جیسے رشتہ میں، جس میں لڑکی اپنے آپ کو گویا سراپا مرد کے ہاتھ فروخت کردیتی ہے، بدرجہ اولی کفاءت کا اعتبار ہوگا۔(۴۸)

(۴) ان کے علاوہ اصل استدلال یہ ہے کہ رشتۂ ازدواج کا مطلب دوام اور تعلق کا ثبات، شوہر کا احترام اور اس کے جائز احکام کی اطاعت، اور مرد کیلئے عورت کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اگر شادی میں کفاءت کا خیال نہ رکھا جائے، عورت احساس برتری میں مبتلا ہو اور اس کو شوہر کے ماتحت رہنے میں عار محسوس ہو، تو ظاہر ہے کہ دلوں کا جو قرب ہونا چاہیے وہ مفقود ہوگا اور اس طرح رشتہ نکاح کی وہ روح باقی نہ رہ سکے گی، جو شریعت کا اصل مقصود ہے۔ عام طور پر محققین نے اس رخ پر زیادہ زور دیا ہے۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

لان المصالح تختل عند علم الکفاءة لا نهالا تحصل الا بالاستفراش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والمراة تستنكف عن استفراش غير الكؤ تعير بذالک فتختل المصالح ولان الزوجین بینهما مباسطات فی النکاح لا یبقی النکاح بدون تحمله عادة ، والتحمل من غیر کفؤ، امر صعب ینقل علی الطبائع السلیمۃ فلا یدوم النکاح مع عدم الکفاءۃ فلزم اعتبارها (۴۹)

کفاءت نہ ہو تو نکاح کی مصلحتوں میں خلل پیدا ہوتا ہے، کیونکہ یہ مصلحتیں اسی وقت حاصل ہوسکتی ہیں جب عورت مرد کا فراش بنے اور عورت غیر کفو کا فراش بننے سے نفرت کرتی ہے اور اسے باعث عار سمجھتی ہے، چنانچہ مصالح نکاح میں خلل پیدا ہوتا ہے، اور اس لئے کہ زوجین کے درمیان نکاح میں جن کو برداشت کئے بغیر عادةً رشتہ نکاح باقی اور پائیدار نہیں ہوسکتا اور غیر کفو سے اس کا گوارہ کرنا ایک مشکل بات ہے جو طبائع سلیمہ پر گراں گزرتا ہے، لہذا کفاءت نہ ہونے کے باعث نکاح میں پائیداری نہیں رہ سکتی، اس لئے اس کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

بہرحال کفاءت کا اعتبار تو روایات سے ثابت ہے اب کفاءت کا اعتبار کن امور میں ہوگا۔ یہ زمانہ کے حالات لوگوں کے طرز فکر اور معاشرتی مصالح کو دیکھتے ہوئے اس کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس حیثیت سے جب ہم اپنے معاشرہ پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ "نسب" کی اہمیت اور نسبی فضیلت اور کمتری کا احساس نکاح کے مقصود اور میاں بیوی کے تعلقات پر عمیق اثر رکھتا ہے۔

اذا ثبت اعتبارالکفاءۃ بماقدمناه فیمکن ثبوت تفصیلها ایضاً بالنظر الی عرف الناس فیما یحقرونه ویعرفون به. (۵۰)

ترجمہ: جب میری گزشتہ باتوں سے فی الجملہ کفاءت کا معتبر ہونا ثابت ہوگیا تو اب تفصیلات کا ثبوت بھی ممکن ہے۔ اس طرح لوگوں کے عرف کو دیکھا جائے کہ کون سی باتیں ان کے نزدیک حقارت و ننگ ہیں۔

حسب میں برابری

حسب میں کفاءت کا تذکرہ بھی مختلف کتب فقہ میں ملتا ہے۔ حسب سے کیا مراد ہے؟ قاضی خان میں ہے۔

الحسیب یکون کفواً اللنسب. (۵۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(حسب والا، نسب والے کا کفو ہوگا)

حاشیہ چلپی میں ہے:

ویقال حسبه دینه(۵۲)

(کہا جاتا ہے کہ اس کا حسب اس کا دین ہے)

بحرالرائق میں ہے:

"الحسیب الذی له جاه وحشمة ومنصب(۵۳)

(حسب وہ ہے، جس کا مرتبہ حشمت اور منصب ہو)

فتح القدیر میں ہے:

"لان تعرف العلم فوق شرف النسب.(۵۴)

(اس لئے کہ عملی تعارف نسبی تعارف سے بڑھ کر ہے)

مگر زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ حسب سے مراد وہ وجاہت ہے جو کسی خاندان یا فرد کو اس کے علم، عہدہ، حیثیت عرفی اور حکومت واقتدار کی وجہ سے حاصل ہوجایا کرتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات

١. ابن عابدین، ردالمحتار، بیروت، ج:٢،ص:٣١٧، باب الاکفاء

٢. ایضاً

٣. شوکانی، ارشادالساری علی البخاری، باکستان،ج:٨ص:١٩

B-۴. الحجرات:٢٦

۴. الترمذی،١/٢٠٦، باب ماجاء فی تعجیل الجنازۃ

٥. سنن کبری للبیهقی٧/١٣٢ باب اعتبار الکفاءۃ

٦. مصنف عبدالرزاق٦/١٥٢.١٥٥، باب الاکفاء

٧. ایضاً

٨. ایضاً

٩. کاسانی، بدائع الصنائع،٢/٣٢١

١٠. ابن نجیم، البحرالرائق،٢/٦٣٢

١١. ابن قدمه، المغنی،٧/١٦

١٢. بخاری شریف، ٢/٧٢٦ باب الاکفاء فی الدین

١٣. سنن ترمذی عن ابی هریرۃ ،١/٢٠٧ باب ماجاء فی من ترضون دینه

١۴. المرغینانی، هدایة٢/٣٠٠، المغنی،٧/٢٨

١٥. بدائع الصنائع٢/٣١٩

١٦. البحرالرائق،٣/١٣

١٧. بیهقی،٧/١٣٥ باب اعتبار الکفاءۃ

A-١٨. ایضاً ص:١٣٦

B-١٨. المغنی،٧/٢٨

١٩. ایضاً٧/٢٩

٢٠. کاسانی، بدائع الصنائع،٢/٣١٩

٢١. درمختار علی هامش الرد،٢/٣٢١

٢٢. ردالمحتار،٢/٣٢١

٢٣. ایضاً

٢۴. ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۵. المغنی،۸/ ۳۹ ، البحرالرائق:۳/ ۱۴۴
۲۶. ایضاً
۲۷. ایضاً
۲۸. ایضاً
۲۹. بدائع الصنائع،۲/ ۳۱۹
۳۰. سرخسی، المبسوط،۵/ ۲۵
۳۱. البحرالرائق،۳/ ۱۳۳
۳۲. ایضاً
۳۳. ایضاً
۳۴. ایضاً
۳۵. ایضاً
۳۶. ایضاً
۳۷. ایضاً
۳۸. ایضاً
۳۹. ایضاً
۴۰. ایضاً
۴۱. بدائع الصنائع،۲/ ۳۱۹
۴۲. ایضاً
۴۳. ایضاً
۴۴. ردالمحتار،۲/ ۳۹۸
۴۵. ایضاً
۴۶. بدائع الصنائع ،۶/ ۱۵.۱۶
۴۷. المغنی،۶/ ۴۸
۴۸. ایضاً
۴۹. ایضاً
۵۰. ایضاً

© rasailojaraid.com